مختصر شرح
دُعائے
صباحِ امیرالمومنینؑ

ترجمہ وتشریح:

حجۃ الاسلام والمسلمین

سید محمد زکی الباقری

ناشر

البلاغ آرگنائزیشن۔علی پور

A Brief Elucidation of

DUA-E-SABAH

(A Suplication at dawn)

of

IMAM ALI (A.S)

Translated & Elucidated
by

Hujjatul Islam

S.M. Zaki Baqri

Published by

AL-BALAGH ORGANISATION

ALIPUR

مختصر شرح

دعائے

صباحِ امیر المومنینؑ

ترجمہ و تشریح

حجۃ الاسلام والمسلمین

سید محمد زکی الباقری

ناشر

البلاغ آرگنائزیشن علی پور

نام کتاب	:	مختصر شرح دعائے صباح امیر المومنینؑ
ترجمہ وتشریح	:	حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد زکی الباقری صاحب قبلہ
ناشر	:	البلاغ آرگنائزیشن علی پور فون دفتر :0091-8155-289714 فون حوزۂ علمیہ:0091-8155-289314
تعداد	:	ایک ہزار
طباعت	:	عمید پبلشرس پرائیوٹ لمیٹیڈ بنگلور
فون	:	080-30905013

باسمہ تعالیٰ

عرض ناشر

اللہ سبحانہ نے اپنی بہت سی بخششوں اور نعمتوں کو دعا سے وابستہ کیا ہے اور یہ اسی کا لطف واحسان ہے کہ اس نے دعا کو ایک فریضہ بنا کر بے سہارا انسان کو سہارا اور کمزور انسان کو طاقت سے نوازا ہے۔

دعا بہترین عبادت، دین کا ستون اور مومن کا ہتھیار ہونے کے ساتھ ساتھ ہر انسان کی ایک شدید ضرورت ہے۔ اگر خدا کی جانب سے دعا کا حکم نہ ہوتا اور محمدؐ وآل محمد نے دعا کرنے کا سلیقہ نہ سکھایا ہوتا تو اس خوبصورت دنیا پر ناامیدی اور شکستہ حالی کا راج تصور حیات کے بجائے خودکشی اور موت کا سایہ ہوتا۔ الحمدللہ وله الشکر

زیر نظر کتاب انسان کے ان لطیف احساسات کا ایک جواب ہے جو نہ صرف امام العارفین حضرت علیؑ کی دعا ''دعائے صباح'' کا ترجمہ ہے بلکہ عاشقان دعا اور سحر خیز عابدوں کے لئے علم وعرفان کا انمول تحفہ ہے۔ دعائے صباح مترجم وشارح رہبر ملت حجۃ الاسلام مولانا **سید محمد زکی الباقری** صاحب قبلہ کی عملی زندگی کا ایک نمونہ ہے۔ آپ کی زندگی کی کوئی ایسی صبح نہیں جو دعائے صباح کے بغیر شروع

ہوتی ہو- چاہے وہ ٹورنٹو کی سرد صبح ہو یا دبئی کی گرم صبح یا علی پور کی لطیف صبح -نتیجہ یہ کہ آج دنیا بھر کے کئی نوجوان اور بزرگ دعائے صباح کو حفظ سے پڑھتے ہیں- یہی تبلیغ ہے اور یہی ہدایت-

البلاغ آرگنائزیشن کو فخر ہے کہ مولانا موصوف اس ادارہ کے سرپرست ہیں خداوندمتعال بطفیل چہاردہ معصومینؑ مولانا کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے-

آخر میں ہم اس کتاب کو اس ماں کی خدمت میں تقدیم کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف رہبر ملت کی ماں تھیں بلکہ پوری قوم کی ماں تھیں- شب زندہ دار، صابرہ، جفاکش اور محنتی، نام سیدہ زاہدہ بنت زماں علی تھا اور زندگی زاہدانہ.........رحم اللہ من قرأ الفاتحة مع الصلوٰة

والسلام

سکریٹری	صدر
البلاغ آرگنائزیشن علی پوری	البلاغ آرگنائزیشن علی پوری
سید علی رضا عابدی	سید عدیل رضا عابدی

مقدمہ

الحمد لله الذی جعلنا من المتمسکین بولایة علی ابن ابی طالب و ابنائه المعصومین علیهم السلام و وصلی الله علی خیر خلقه محمد و آله اجمعین و لعنة الدائمة علی اعدائهم اجمعین . اما بعد قال الله تبارک و تعالی: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (غافر: ٦٠)

تمام جوہر حمد اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں مولائے کائنات علی ابن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد معصومین علیہم السلام سے متمسک کیا اور درود ہو محمدؐ اور ان کی آل پاک پر اور اللہ کی لعنت ہو ان کے دشمنوں پر- اما بعد اللہ تعالی ارشاد فرما رہا ہے کہ: اور تمہارے پروردگار نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا بے شک جو لوگ میری اس عبادت سے استکبار کرتے ہیں وہ بہت جلد بڑی ہی ذلت سے جہنم میں داخل کردیئے جائیں گے-

دین و مذہب کی بنیاد عقیدہ پر رکھی گئی ہے-اور عقیدہ ایک غیر مرئی شی ہے عقیدہ، وہ غیب ہے جسکو مومن اپنے ایمان کی قوت سے شہود میں تبدیل کرلیتا ہے اور دل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ میں گواہی دیتا ہوں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ۔ واشھد ان محمدؐ ارسول اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

واشھد ان علیا ولی اللہ اور گواہی دیتا ہوں علی (علیہ السلام) اللہ کے ولی ہیں۔

کلمۂ شہادت یعنی توحید، رسالت اور امامت کی گواہی دینا، حجاباتِ غیب کو ہٹا کر منزل شہود وادراک تک پہنچنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اور یقیناً اس شہادت دینے والوں کے مراتب مختلف ہیں کچھ ایسے بھی گواہ ہیں جو حدود شک وتردد سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتے مگر کچھ صاحبانِ یقین ایسے بھی ہیں جو بہ بانگ دہل آواز دیتے ہیں:

لو کشف الغطا لمازددت یقیناً اگر پردے ہٹا بھی دیئے جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا (مولا علیؑ)

المختصر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے عرفان ویقین کی راہوں کو طے کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعہ سے مومن حجابات کو ہٹاتا جاتا ہے اور آواز دیتا ہے: انت غایۃ مطلوبی و منای پروردگار اتو ہی میری آخری خواہش اور تو ہی میرا منظور نظر ہے یہ وہ عارف ہے جو زندگی کے جھمیلوں سے آزاد ہو کر آرزؤں کے قید سے رہا ہو جاتا ہے اور اگر اس کی کوئی خواہش ہوسکتی ہے تو صرف اور صرف لقائے پروردگار ہے۔

یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ہر عبادت سے پہلے قربۃ الی اللہ (یعنی اللہ سے قریب ہونے کے لئے) کہنا کہ ہر وقت وہر لمحہ ذات اقدس الٰہی سے

قریب سے قریب تر ہونے کی تمنا کرنے کا نام ہے یہ تمنا اگر حقیقت اختیار کر جائے اور لمحہ بہ لمحہ قربت بڑھتی جائے تو پھر ہر دن مومن کا ایک نیا دن ہوگا جیسا کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: مغبون من سوای یوما وہ شخص دھوکے میں ہے جسنے دو دنوں کو ایک جیسا بنالیا۔ کل کے قربۃ الی اللہ اور آج کے قربۃ الی اللہ کے بعد اگر اس ذات سے نزدیک تر نہ ہوں تو یقیناً ہمارا کہنا صرف زبان کی جنبش کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ دعا مومن کو یہ سکھاتی ہے کہ وہ بیدار رہے اور مقصد حیات کو نہ بھلائے۔ حیاتِ مومن کا مقصد ہی لقائے پروردگار ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔

کتاب زندگی کے تین صفحات ہیں ایک ماضی کا، دوسرے حال کا، تیسرے مستقبل کا۔ مومن دعا کرتے ہوئے اپنے ماضی کے صفحے کی جانب نگاہ دوڑاتا ہے جسکو اسنے اپنے ہی ہاتھوں سیاہ کر چکا ہے۔ پھر احساس ندامت میں تڑپ کر آواز دیتا ہے: فاصفح اللھم عن ما کنت اجرمتہ من زللی و خطائی معاف کردے اے میرے پروردگار! میرے تمام گناہوں اور خطاؤں کو اور اسی دعا کے ایک حصہ میں اپنے حال کے صفحے پر امید وخوف سے دیکھتے ہوئے اپنے مستقبل کے صفحے کو تابناک بنانے کا پکا ارادہ کرتے ہوئے یہ آواز دیتا ہے اور یہ تمنا کرتا ہے کہ: اللھم صباحی ھٰذا نازلا علی ضیاء الھدی و بالسلامۃ فی الدین و الدنیا خداوندا! اس صبح کو میرے لیئے ہدایت کا مینار بنادے (میرے مالک!) میرا دین بھی سالم رہے اور میری دنیا بھی اچھی ہو۔ یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ مولائے کائناتؑ ہمیں دین ودنیا دونوں کی سلامتی کی دعا تعلیم فرمارہے ہیں یعنی صرف دین کے اچھے ہونے کی تمنا رہبانی فکر ہے ایمانی فکر دین ودنیا دونوں کی کا

میابی چاہتی ہے۔

المختصر یہ کہ دعا مومن کا ایک ایسا اسلحہ ہے جسکے ذریعہ مومن دین و دنیا کی فلاح و بہبودی حاصل کرسکتا ہے۔ جیسے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: **الدعاء سلاح المومن**، دعا مومن کا اسلحہ ہے۔ یوں تو دنیا میں ہر دین و مذہب کے پاس کسی نہ کسی طرح کا طریقہء دعا موجود ہے لیکن دعاؤں کا جو ذخیرہ مکتب اہلبیتؑ کے پاس موجود ہے اس سے دنیا کے مذاہب کا دامن خالی ہے۔ یہ بات ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مکتب اہلبیتؑ نے اس موضوع کو اتنی وسعت دی ہے جسکا اندازہ ایک محقق ہی کرسکتا ہے۔ اگر عربی ادبیات کے ماہرین بغض کی عینک ہٹا کر ان دعاؤں کا مطالعہ کریں تو انہیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ معصومینؑ نے ''دعائیہ ادب'' کا اضافہ فرمایا ہے جو عربی ادب کے تمام اصناف پر فوقیت رکھتا ہے۔قرآن نے دعا کا حکم دیا ہے تو اہلبیتؑ نے دعا کا سلیقہ سکھا کر کہ دعا کب، کیسے، کسوقت، کسطرح، کرنا چاہئے بندوں کو مالک سے ہمکلام کر دیا۔انہیں دعاؤں کے بے کراں سمندر میں سے ایک دعا، دعائے صباح ہے۔

ایک درد!

ہر سال ماہ محرم میں ۱۳ محرم سے ۲۰ محرم تک میں حیدر آباد دکن میں مجالس پڑھنے کے لئے جاتا ہوں اور یہ سلسلہ تقریبا سترہ سال سے چل رہا ہے۔ ۱۹۹۸ء مجلس پڑھتے ہوئے ایک شخص پر میری نگاہ پڑی جس کے حلیہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ

وہ ہم میں سے نہیں ہے بلکہ ایک فرنگی ہے۔ بعد مجلس اس نے مجھ سے ملاقات کی اور جائے قیام پر ملنے کی خواہش کی میں نے وقت دیا وقت مقررہ پر وہ آیا بہت سی باتیں ہوئیں اس نے مجھے بتایا کہ وہ دو سال سے حیدر آباد میں ہے اور اردو زبان سیکھ چکا ہے مقصد اس کا اس قیام کے دوران یہ ہے کہ وہ مولا امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کے مجموعے یعنی صحیفہء سجادیہ پر ریسرچ کرنا چاہتا ہے اور اپنے PHD کے لئے معلومات فراہم کر رہا ہے اس کے اس جملہ سے میں مبہوت ہو کر رہ گیا جیسے مجھے سانپ سونگھ گیا ہو میں کچھ دیر کے لئے ماؤف سا ہو چکا تھا دل ہی دل میں یہ خیال آیا خداوندا! غیر تو ہمارے ذخیروں سے بہرہ مند ہوں، اگر نہ ہوں تو وہ جن کے پاس یہ بے بہا و لازوال دولت موجود ہے! جی ہاں! حقیقت یہی ہے ہمارے ہر ذخیرے سے ہمارے غیر مستفید ہو رہے ہیں اگر کسی کو خبر نہیں ہے تو وہ جو ان ذوات مقدسہ کے پیرو کہلاتے ہیں بہر حال ضرورت اس بات کی ہے کہ آج جو ہمارے ہاں ہر گلی کوچے میں ہر روز ایک نیا ادارہ ایک نئی کمیٹی کا وجود ہو رہا ہے اس کے بجائے اگر یہ منتشر قوتیں متحد ہو کر کاموں کو تقسیم کرلیں اور ہر ادارہ الگ الگ موضوع وضرورت پر کام کرنے لگے تو بہت جلد ہماری قوم کی حالت سنور سکتی ہے۔

ہر سال ماہ مبارک رمضان میں حسینیہ زہرأ دبئ (امارات) میں مجالس پڑھنے جاتا ہوں اس سال ان مجالس کی تیاری کر رہا تھا تو خیال آیا مہینہ عبادت کا ہے کیوں نہ موضوع بھی اسی سے ملتا جلتا ہو تو میں نے دعائے صباح کا انتخاب کیا اس لئے کہ بہت سے چھپے ہوئے خزانوں میں سے یہ ایک عظیم خزانہ ہے۔ چنانچہ میں نے اس

سال یعنی ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء میں اپنی تقریروں کا موضوع ''شرح دعائے صباح'' قرار دیا۔ جب اس موضوع کے لئے کتابوں کی تلاش شروع کی تو مجھے دو شرحیں ملیں ایک علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی اور دوسرے صاحب منظومہ بزرگ فلسفی و عارف ملا ہادی سبزواری علیہ الرحمہ کی وہ مجالسیں انہیں کتابوں سے ماخوذ تھیں اور یہ کتابچہ انھیں تقریروں کی تحریری شکل ہے۔

مسلسل سفر نے موقع نہ دیا کہ اسکو تحریری شکل دے سکوں، اواخر رمضان 'العین' (امارات میں پانچ دن قیام کے دوران قدرے فرصت ملی وہیں پر یہ کام شروع کر دیا جو رمضان المبارک کے بعد مشہد مقدس وقم کی زیارات کے دوران جاری رہا اور قم کی مقدس فضاؤں میں الحمدللہ مکمل ہوا۔

احقر العباد

سید محمد زکی باقری

شہر مقدس قم

۷ شوال ۱۴۲۲ھ

دعاء کیا ہے؟

حضور اکرمؐ نے فرمایا: 'الدعاء سلاح المومن و عمود الدين و نور السموٰت والارض'

دعاء مومن کا اسلحہ ہے، دین کا ستون ہے، آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ (الکافی ج۲ ص۴۶۸ ح۱)

مولائے کائناتؑ نے فرمایا: 'الدعاء مفاتيح النجاح و مقاليد الفلاح و خير الدعاء ما صدر صدر النقى و قلب النقى'

دعاء کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے اور اچھی دعاء وہ ہے جو پاک سینے سے اور نیک دل سے نکلے۔ (الکافی ج۲ ص۴۶۸ ح۲)

امام صادقؑ نے فرمایا:

'الدعاء انفذ من السنان الحديد'

دعاء لوہے کی دھار سے زیادہ تیز مؤثر ہوتی ہے۔ (الکافی ج۲ ص۴۶۸ ح۵)

دعاء کرتے ہوئے مومن کو تھکنا نہیں چاہئے اسلئے کہ دعاء نہ صرف اپنی حاجتوں کے مانگنے کے لئے ہے بلکہ دعاء ایک ایسی عبادت ہے جسکو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

مولائے کائناتؑ فرماتے ہیں: الدعاء ترس المومن متى تكثر قرع الباب يفتح لك۔ دعاء مومن کی سپر ہے اور جب بھی دروازے کو مسلسل کھٹکھٹاؤ گے تو وہ تمہارے لئے کھول دیا جائے گا۔ (الکافی ج۲ ص۴۶۸ ح۴)

دعا کی فضیلت

حضور اکرمؐ نے فرمایا: ’افضل عبادة امتی بعد قراء ة القرآن الدعاء‘ میری امت کی بہترین عبادت قرآن کی تلاوت کے بعد دعاء ہے۔ (دعوات الراوندی ص۲)

مولائے کائناتؑ نے فرمایا: ’احب الاعمال الیٰ اللہ عز وجل فی الارض الدعاء: سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعاء ہے۔ (الکافی ج۲ ص۴۶۸ ح۸)

حضور اکرمؐ نے فرمایا: ’الا ادلکم علیٰ سلاح ینجیکم من اعدائکم و یزید ارزاقکم؟ قالوا بلیٰ، قالؐ:

تدعون ربک باللیل والنهار فان سلاح المومن الدعاء‘ کیا تمہیں ایک ایسے اسلحہ کی نشان دہی کردوں جس سے تمہیں تمہارے دشمنوں سے نجات ملے اور تمہارے رزق میں اضافہ ہو؟ لوگوں نے کہا ’ہاں: آپؐ نے فرمایا: اپنے رب کو رات و دن پکارا کرو یقیناً دعاء مومن کا اسلحہ ہے۔۔ (الکافی ج۲ ص۴۶۸ ح۳)

استکبار سے اجتناب کریں!

جیسے کہ ابتدائے مقدمہ میں سورۂ مومن کی ۶۰ ویں آیت سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ دعاء سے دوری استکبار ہے اور جو شخص اس عبادت سے دور رہے گا اس کے لئیے بڑی ذلت ہے۔ استکبار وغرور حرام ہے اس سے ہر مومن کو دور رہنا چاہیے۔

’عن ابی عبداللہ(ع) ان الدعاء هوالعبادة ان الله عز و جل يقول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ

امام صادقؑ نے فرمایا: دعاء عبادت ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اس میری عبادت (دعاء) سے استکبار کرتے ہیں انہیں بڑی ہی ذلت و خواری سے جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا نفس ہے، جس نے اس کو زیر کرلیا وہی کامیاب ہے۔

کثرت سے دعاء کیا کریں:

عن ابی عبداللہؑ: اکثروا من ان تدعوا الله فإن الله يحب من عبادة ان تدعوه و قد وعد عباده المومنين الإستجابة.

امام صادقؑ نے فرمایا: کثرت سے اللہ کو آواز دو اور دعاء کرو بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ مومنین اسکو پکارا کریں اور اس نے ان کی دعاء کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

دعاء گریہ وزاری کے ساتھ ہو:

عن رسول اللہؐ: رحم الله عبدا طلب من الله عز و جل حاجة فالح فی الدعاء استجیب له او لم یستجب له'

حضور اکرمؐ نے فرمایا: خداوند عزوجل اس بندے پر رحم کرے جس نے اللہ سے گریہ وزاری کے ساتھ دعاء مانگی خواہ اسکی دعاء قبول ہو کہ نہ ہو۔ (الوسائل ج۴ ص۲۰۸۶ ج۱۱)

حضور اکرمؐ نے فرمایا: 'ان الله عز و جل یحب السائل الحوح' اللہ عزوجل گریہ وزاری کرنے والے سائل کو پسند کرتا ہے۔ (عدة الداعی ص۱۱۱)

آداب دعاء

عن ابی عبداللهؑ : 'احفظ اٰداب الدعاء، وانظر من تدعوا؟ و کیف تدعوا؟ و لما ذا تدعوا؟ وحقق عظمة الله و کبریائه ، وعاین بقلبک بما فی ضمیرک، و إطلاعه علی سرک، وما تکن فیه من الحق والباطل، واعرف طرق نجاتک و هلاکک، کیلا تدعوا الله بشیء فیه هلاکک وانت تظن فیه نجاتک، قال الله عزوجل [وَیَدْعُو الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَیْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا (١٧:١١)]

امام صادقؑ نے فرمایا: دعاء کے آداب کو یاد کرلو، یہ دیکھو کہ کس کو پکار رہے ہو؟ اور کسطرح پکار رہے ہو؟ اور کاہے کے لئے پکار رہے ہو؟ اللہ کی عظمت اور بزرگی کو دل میں جاگزیں کرلو، اور وہ تمھارے دل وضمیر کی باتوں سے آگاہ ہے، اور تمھارے رازوں سے واقف ہے خواہ وہ حق ہو کہ باطل۔ اور تم کو اپنی کامیابی ونا کامی کے راستوں سے واقف ہونا چاہیے تاکہ اس بات کا سوال نہ ہو جس میں تمھاری ناکامی وہلاکت ہو اور تم اس خیال سے پوچھتے چلے جارہے ہو کہ اس میں تمھاری کامیابی ونجات ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اور انسان کبھی کبھی

اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے کہ انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے﴾۔(۱۷:۱۱)

تفکر ما ذا تسال؟ و لماذا تسال؟ و الدعاء استجابة الكل منک للحق، وتذويب المهجة فی مشاهد الرب، و ترک الإختيار جميعا، و تسليم الامور كلها، ظاهرا و باطنا إلى الله، فإن لم تات بشرط الدعاء فلا تنتظر الإجابة، فإنه يعلم السر و اخفیٰ، فلعلک تدعوه بشیء قد علم من سرک خلاف ذالک

یہ سوچو کہ کیا سوال کر رہے ہو؟ اور کیوں سوال کر رہے ہو؟ اور دعا صرف اللہ کو آواز دینا ہے اور اس کی بارگاہ میں بار بار حاضری دینا ہے اور تمام اپنے اختیارات کی نفی کرتے ہوئے یہ تمہارا حق ہو تمام امور میں مکمل اللہ کیلئے تسلیم و رضا کا خیال رکھے، خواہ وہ ظاہر ہوں کہ باطن۔ اگر دعا کو ان شرائط کے ساتھ نہ پڑھو تو قبولیت کا انتظار نہ کرو۔ یقیناً اللہ تمہارے ظاہر و باطن سے اچھی طرح واقف ہے۔ ظاہر میں تم ایک چیز مانگ رہے ہو اور تمہارا باطن اس کے خلاف نہ ہو کیونکہ خدا تمہارے باطن سے آگاہ ہے۔(مصباح الشریعہ ص:۱۲۴)

دعا بلاؤں کو رد کرتی ہے:

رسول اللہؐ نے فرمایا: اذا قل الدعاء نزل البلاء۔ جب دعائیں کم کی جاتی ہیں تو بلاء نازل ہوتی ہے۔(المستدرک ج ۵ ص ۱۶۲ ح ۱۸)

مولائے کائنات (ع) نے فرمایا:ادفعوا امواج البلاء باالدعاء. بلاؤں

کے امواج کو دعا کے ذریعہ دور کرو۔ (نہج البلاغہ قصار ۱۴۲)

جب قلب گریاں ہو تو دعا کرو:

رسول اللہؐ نے فرمایا: جب تمہیں رقت طاری ہو تو دعا کا موقع سمجھو اور یہ حالت ایک رحمت ہے۔ (البحار ج ۹۳ ص ۳۱۳)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اطلب الحاجة عند اقشعرار الجلد وعند افاضة العبرة۔ جب تم لرزنے لگو اور کوئی عبرت کا موقع ہو تو دعا کرو۔ (مکارم الاخلاق ص ۳۱۷)

امام صادقؑ نے فرمایا: ان الله عز وجل لا يستجيب الدعاء بظهر قلب قاس ۔ بے شک اللہ عزوجل سخت دل کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (الوسائل ج ۴ ص ۱۱۱۲ الباب ۲۸ ح ۲)

دعا اخلاص کے ساتھ ہو!

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله لا یستجیب الدعاء من قلب لاہ، فاذا اتیت بما ذکرت لک شرائط الدعاء، و اخلصت سرک لوجهه، فابشر باحدی الثلاث:اما یعجل لک ما سالت،و اما ان یدخر لک ما هو اعظم منه،و اما ان یصرف عنک من البلاء ما لو ارسله الیک لهلکت. (مصباح الشریعه ص: ۱۲۴)

رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ خالی دل کی دعاء کو قبول نہیں کرتا، اور جب ان شرائط کے ساتھ دعا کرو جن کو میں نے بتلایا ہے اور اپنے دل کو اللہ کے لئے خالص کرلو تو تمہیں حسب ذیل تین باتوں میں سے ایک کی بشارت ہو:

۱۔تمہاری دعا جلد قبول ہوگی۔

۲۔یا یہ کہ اللہ تمہارے لئے ایک مناسب موقع پر دعا قبول کریگا جو کہ اس سے بھی بڑی حاجت ہوگی۔

۳۔یا یہ کہ تم سے ایک بہت بڑی بلاء کو دور کیا جائیگا اگر وہ بلاء نازل ہو جائے تو تم ہلاک ہو جاؤ۔

سند دعاء

علامہ مجلسی (رضوان اللہ علیہ) نے اپنی مشہور و معروف کتاب بحار الانوار میں اس دعا کا تذکرہ فرمایا ہے۔اور فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ اس دعا کو بعد از نماز فجر پڑھا کرتے تھے۔علامہ نے اس کی ایک مختصر شرح بھی ایک الگ سے کتابچہ میں قلم بند فرمائی ہے۔یہ دعا مصباح السید ابن الباقیؒ میں بھی ملتی ہے۔

اس دعا کے پڑھنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔فرشتے دن بھر پڑھنے والے کی حفاظت کرتے ہیں۔ میرے والد مرحوم مولانا سید عباس حسین صاحب قبلہ (نور اللہ مرقدہ) فرمایا کرتے تھے کہ اس دعا کو کسی بھی مریض پر پڑھ کر دم کرنے سے مریض کو افاقہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ یہ ایک آزمودہ دعا ہے جس سے مومنین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہیے۔

گزارش

دعا مکتب اہلبیتؑ کا ایک بہت ہی واضح توحیدی ذخیرہ ہے جسکو ہم سب مل کر گہری نگاہوں سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس مادی دور میں ان معنوی خزانوں ہی سے انسان کے دل کو سکون پہنچ سکتا ہے۔ میں ذاتی طور پر تمام پیروان مکتب اہلبیتؑ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تنکوں کا سہارا چھوڑ کر نجات کی کشتی میں سوار ہونے کی کوشش کریں تو ہم سب کی دنیا اور آخرت میں کامیابی ہوگی۔ خصوصاً پڑھے لکھے افراد سے گزارش ہے کہ ان دعاؤں کو عوام تک پہنچانے میں سعیٔ بلیغ کریں۔ آخر میں یہ التجا کروں کہ عاملوں کے پیچھے جا کر ان مجرب و آزمودہ دعا کے نسخوں سے بہرہ ور ہوں۔

دُعائے صباح

دعائے صباح

بسم الله الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ دَلَعَ لِسَانَ الصَّبَاحِ بِنُطْقِ تَبَلُّجِهِ وَ سَرَّحَ قِطَعَ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ بِغَيَاهِبِ تَلَجْلُجِهِ وَاَتْقَنَ صُنْعَ الْفَلَكِ الدَّوَّارِ فِيْ مَقَادِيْرِ تَبَرُّجِهِ وَ شَعْشَعَ ضِيَاءَ الشَّمْسِ بِنُوْرِ تَاَجُّجِهِ

ترجمہ: ابتداء اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اے اللہ! جس نے زبان صبح کو بات کرنے کی قوت عطا فرمائی (اے وہ) جس نے اندھیری رات کو متردد ہونے کے لئے رہا کردیا (اے وہ) جس نے گردش کرتے ہوئے افلاک کو اپنی قدرت کاملہ سے زینت بخشی (اے وہ) جس نے سورج کی روشنی کو ضیا بخشی۔

مشکل الفاظ:

دلع یعنی نکالا۔ تبلج : روشن ہونا۔ سرح یعنی بھیجا۔ مظلم یعنی اندھیرے۔ غیاھب یعنی گھپ مقادیر یعنی قدرت۔ تبرج یعنی زینت کے اظہار کو کہتے ہیں جیسے کہ قرآن کا حکم حضورؐ کی ازواج کو ان الفاظ میں ملتا ہے: قرن

فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة (اے زنان پیغمبرؐ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو!) پس تم اپنے گھروں ہی میں بیٹھا کرو اور زمانہ جاھلیت جیسا بناؤ سنگار نہ کیا کرو۔

شرح:

مولا علی علیہ السلام کے ان ابتدائی چار جملوں پر ایک سائنس دان ہی (جو فلکیات کا ماہر ہو) ایک اچھی شرح کرسکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کائنات' مولاؑ کے ہاتھ میں ہے اور اس کو مشاہدہ فرماتے ہوئے ان جملات کو ادا کر رہے ہوں۔ ان جملوں میں بہت سی علمی و سائنسی باتیں ہیں جن کے بیان سے ہم گریز کر رہے ہیں کہ جن کے لئے یہ مختصر شرح میں کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ میں خصوصاً ان مومنین کو جنہوں نے فلکیات کے موضوع کو اپنایا ہے ان جملوں پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں۔ جیسے کہ قرآن کی بعض آیتیں آج سائنسی ترقی کے بعد واضح ہوتی چلی جارہی ہیں مثلاً قرآن کی یہ آیت کہ: ﴿ اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ﴾ (۱۷:۴۴) کوئی شئی ایسی نہیں جو اللہ کی حمد نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی اس تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔ آج آئٹم (Atom) کی شناخت نے اس بات کو اچھی طرح واضح کردیا کہ ہر ذرہ اس کائنات کا ایک ایسی حقیقت کو اپنے دامن میں پنہاں کئے ہوئے ہے جس کو قرآن تسبیح پروردگار کی تعبیر میں پیش کر رہا ہے۔ اور اسی طرح یہ آیت کریمہ کہ: ﴿ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴾ (۸۱:۱۸) یعنی اس صبح کی قسم

جب سانس لیتی ہے۔ :﴿صَنَعَ اللّٰہُ الَّذِیٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ﴾ (۸۸:۲۷) یہ اس خدا کی صنعت ہے جس نے ہر شی کو محکم بنایا۔ ﴿وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ﴾ (۴۱:۱۲) اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے روشن بنا دیا۔ مولاؑ کے جملوں کو ان آیات سے ملا کر دیکھ لیں تو اس بات کا اندازہ ہوگا کہ قرآن کے الفاظ اہلبیتؑ کی زبان سے ایک انوکھی تفسیر کے ساتھ نکلتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ جملے اللہ کی حمد وثنا کے ساتھ ساتھ دعوت فکر دے رہے ہیں کہ اس کائنات کی اشیاء پر غور وفکر کرنا چاہیے جو وجود پروردگار کے لئے کامل دلائل ہیں۔

یَامَنْ دَلَّ عَلٰی ذَاتِہٖ بِذَاتِہٖ وَتَنَزَّہَ عَنْ مُجَانَسَۃِ مَخْلُوْقَاتِہٖ وَ جَلَّ عَنْ مُلَائَمَۃِ کَیْفِیَّاتِہٖ

اے وہ جو آپ اپنے وجود کی دلیل ہے۔ پاک اور منزہ ہے اس کی ذات اس بات سے جو مخلوق کی جنس سے میل کھائے جلیل ہے وہ اس بات سے کہ کم وکیف میں سمویا جائے۔

شرح:

(یامن دل علیٰ ذاتہ بذاتہ) (اے وہ جو آپ اپنے وجود کی دلیل ہے) یہ وہ پر معرفت جملہ ہے کہ جس پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہ وہ جملہ ہے جس کو ایک عارف کامل ہی اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے۔ ہماری ہزاروں جانیں قربان ہوں اس مولاؑ پر جس نے معرفتِ کردگار کی راہوں کو اس طرح ہموار کر دیا جس چشمۂ فیض سے اپنے تو اپنے غیر بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

وجود پروردگار کی دلیل اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ وہ ذات خود اپنے آپ معروف ہے حتیٰ منکر خدا بھی وقت پڑنے پر بے اختیار اس سے ملتجی ہو جاتا ہے۔ حقیقت امر یہی ہے کہ وہی وجود، موجود سب معدوم، وہی باقی دیگر سب فانی۔ اور اگر کسی کو وجود کی تمنا ہو یا باقی رہنے کی خواہش تو بس ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ اپنے وجود کے قطرہ کو اس لامتناہی سمندر میں مٹا دے جو حی اور باقی ہے۔

آیئے اس خاندان رسالتؐ کے چشم وچراغ سے اس جملہ کی شرح پوچھیں۔ مولا حسین علیہ السلام کی دعائے روز عرفہ پڑھئے تو آپ پر ایک نئے وجد اور کیف کی حالت طاری ہوگی جس کے بعد پھر معرفت کا نشہ ہی نشہ ہوگا۔ فرماتے ہیں: متیٰ

غبت حتیٰ تحتاج الیٰ دلیل یدل علیک۔ (اے خدا!) تو غائب ہی کب ہوا کہ تجھے تیرے وجود کے دلیل کی ضرورت پیش آئے۔

اس گھر کو حضور اکرمؐ نے کلنا محمدؐ کہہ کر ایک ایسا تمغہ عنایت فرمایا ہے جو کسی کے لئے نصیب نہیں۔ جہاں الفاظ میں رد و بدل ملتا ہے لیکن انداز و پیام ایک ہی ہے۔ آیئے انہیں جملوں سے ملتا جلتا جملہ ایک ایسی زبان سے سنیں جس نے زبان کھولی تو زبور آل محمدؐ بن گئی۔ امام سجاد علیہ السلام نے ایک اپنی دعا میں جس کو ابوحمزہ ثمالیؒ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: **بک عرفتک و انت دللتنی علیک۔** میں نے تیری ہی ذات سے تجھ کو پہچانا ہے اور تو ہی آپ اپنے وجود کی دلیل ہے۔ **دعوتنی الیک** تو نے ہی تو اپنی جانب مجھے بلایا ہے۔ **ولولا انت لم ادر ما انت:** اگر تو نہ ہوتا میں یہ نہ جانتا کہ تو کون ہے۔

اہلبیتؑ نے جس توحید کو پیش فرمایا ہے اس طرح کی توحید کسی اور مکتب فکر میں ہمیں نہیں ملتی۔ جس پر غور کرنے کے بعد منکر کو اقرار کے علاوہ کوئی راہ فرار نظر نہیں آتی یہاں پر اس بات کو بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ کسی بھی وجود (Existance) کے تصور کے ساتھ ہم وزن و گہرائی کا خیال آنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ لیکن معرفت کردگار میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ اس کے وجود کو کسی بھی وجود پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کا وجود اس بات سے پاک ہے کہ وہ مقدار، طول و عرض میں لایا جائے۔ اس کی ذات اجل اور اکرم ہے وہ لایزال ہے اس کے جیسا کوئی نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں جا بجا آیا ہے کہ: لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ اس جیسا کوئی نہیں ہے۔

یَامَنۡ قَرُبَ مِنۡ خَطَرَاتِ الظُّنُوۡنِ وَبَعُدَ عَنۡ لَحَظَاتِ الۡعُیُوۡنِ وَعَلِمَ بِمَا کَانَ قَبۡلَ اَنۡ یَکُوۡنَ	اے وہ! قریب ایسا کہ دل میں گذرنے والے خیالات سے واقف اور دور ایسا کہ آنکھوں کے مشاہدہ میں نہیں آتا اور (ایسا عالم جو) کائنات کے وجود سے پہلے ہر شی سے آگاہ

شرح:

خطرات خطور سے ہے، دل میں گذرنے والے خیال کو کہتے ہیں اور ان خیالات کے الگ الگ چار منبع ہیں:

ا۔ خطرات ربانی: اگر خیالات ربانی ہوں تو کبھی اس میں غلطی ممکن نہیں ہے۔ چوں کہ اس خیال کا منبع و مخرج ذات اکمل ہے اس لئے ان خیالات میں کوئی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اسی لئے ان الٰہی خیالات کا حامل انسان کبھی غلطی نہیں کر سکتا اور ایسا شخص اپنے قول کا سچا اور ارادے میں اٹل ہوتا ہے۔

۲۔ خطراتِ ملکی: مَلَکی خیالات کا حامل انسان دستورات الٰہی کا پابند اور دل میں خوف خدا رکھتا ہے، واجبات کا پابند اور محرمات سے پرہیز کرتا ہے۔

۳۔ خطراتِ نفسانی: نفسانی اندیشوں اور وسوسہ کو کہتے ہیں جو انسان کے خیال و وہم میں گذرتے رہتے ہیں۔

۴۔ خطراتِ شیطانی: شیطانی خیالات جو انسان کو حق سے ہٹاتے

ہیں، انسان ان خیالات کی زد میں آکر واجبات سے اور محرمات کو بے دھڑک کر گذرتا ہے۔

ظنون ظن کی جمع ہے یعنی وہم وگمان۔ یقین وشک کے درمیان ایسی کیفیت کو کہتے ہیں جو بظاہر یقین سے قریب نظر آتا ہے مگر تلاش حق میں اس کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ قرآن مجید مشرکین کے گمان کو اسطرح بیان کرتا ہے: وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۱۰:۳۶) یعنی، اور ان کی اکثریت تو صرف وہم وگمان کی اتباع کرتی ہے جب کہ گمان حق کے بارے میں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتا بیشک اللہ ان کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ اور ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے : اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (۴۹:۱۲) یقیناً بعض وہم گناہ ہیں۔

کائن، کائنات کو کہتے ہیں پروردگار عالم اس کائنات کی تخلیق سے پہلے ہی ہر چیز سے واقف تھا اور آئندہ آنے والے واقعات سے بھی اچھی طرح باخبر ہے۔ جیسا کہ ایک خطبہ میں مولاؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے ہر شئے کو اس کے علم سے پیدا کیا نہ اس کو کسی مشیر کی ضرورت پیش آئی نہ ہی اس نے کسی انجینیر کی طرح پہلے سے کوئی نقشہ تیار کیا (نہج البلاغہ)

يَا مَنْ اَرْقَدَنِىْ فِىْ مِهَادِ اَمْنِهٖ وَاَمَانِهٖ وَاَيْقَظَنِىْ اِلٰى مَا مَنَحَنِىْ بِهٖ مِنْ مِنَنِهٖ وَ اِحْسَانِهٖ وَ كَفَّ اَكُفَّ السُّوْٓءِ عَنِّىْ بِيَدِهٖ وَ سُلْطَانِهٖ	اے وہ جس نے مجھے امن و امان کے گہوارے (زمین) میں بلا خوف سلایا (اے وہ) جس نے مجھے نعمات کے عطیات دے کر جگایا (اے وہ) جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے برائیوں کے ہاتھ باندھ کر مجھے بچالیا۔

مشکل الفاظ:

ارقد یعنی سلایا۔ کف تشدید کے ساتھ یعنی کسی کام سے روکنا۔ **سلطان** یعنی بڑی قوت

شرح:

زمین جس کیفیت سے اس ہمارے کہکشاں میں گردش کر رہی ہے اسکا علم آج سائنسی دنیا نے بڑی ہی دقت اور خوں فشاں، ریسرچ کے بعد سمجھا ہے۔ جو بات آج واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ زمین دوسرے سیاروں کی طرح بغیر کوئی ستونوں کے معلق اور حالت گردش میں ہے۔ آج تماشہ گھر میں ایک بڑا سا جھولا لگا ہو جو قدرے بلند ہو تو بعض لوگ اس کی تھوڑی سی بلندی کو دیکھ کر اس میں بیٹھتے ہوئے ڈرتے ہیں جبکہ ایک عظیم کرۂ ارض جو حالت گردش اور ہوا میں معلق ہے اس میں ہم بغیر کوئی خوف کے زندگی بسر کرتے ہیں اسی کیفیت کو مولائے کائناتؑ چودہ سو سال قبل ان جملوں

میں اللہ کی حمد و ثنا فرماتے ہوئے اسطرح ادا کرتے ہیں یامن ارقدنی فی مهاد امنه و امانه جن کو ایک سائنس دان اچھی طرح درک کرسکتا ہے۔ مولاؑ اس کرّۂ ارض کو جو تیزی سے حالتِ گردش میں ہے امن وامان کے گہوارے سے تشبیہ دے کر نہ صرف گردش زمین کو بتلا رہے ہیں بلکہ کشش ارضی کی جانب بھی اشارہ فرما رہے ہیں (غور فرمائیں!)۔

دوسری بات جو ان جملوں سے واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ مومن کا کمال اسی میں ہے کہ اپنے تمام امور کو اللہ کی جانب نسبت دے۔ اپنے نفس کو کسی مقام پر بھی آگے بڑھانے کی کوشش میں نہ لگا رہے بلکہ ہر حسن و خوبی، علم و ہنر وغیرہ تمام فضائل کو اللہ کی جانب نسبت دے دے یہی توحید خالص ہے۔ یہ بات اہلِ بیتؑ کے یہاں جا بجا نظر آتی ہے۔ جیسا کے دعائے کمیل میں مولاؑ اس طرح گویا ہوتے ہیں: كم من قبيح سترته ، وكم من فادح منَ البلاء اقلته، و كم من عثار وقيته و كم من مكروه دفعته ، و كم من ثناء جميل لست اهلا له نشرته۔ کتنی برائیوں کو تو نے چھپالیا، کتنی بلاؤں کو تو نے ٹال دیا، اور تو نے مجھے کتنی اذیتوں سے بچالیا اور کتنی مشکلوں سے تو نے نجات دلادی، اور کتنی اچھی اچھی تعریفیں لوگوں کے زبانوں پر جاری فرمادیں جن کا میں اہل ہی نہ تھا۔ یہ ہے انداز بندگی یہ ہے حقیقت توحید۔ جو لوگ ہر مرتبہ دوسروں کو شرک یا کفر کا الزام لگا کر ڈراتے رہتے ہیں وہ ان جملوں کو پڑھیں اور پھر کہیں الزام تراشی کریں۔ میں، میں، کہنے سے شرک کی بو آتی ہے جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے کاموں کو اور اپنی ہر صفت و توصیف کو اللہ کی جانب نسبت دیتے ہیں۔

صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلٰى الدَّلِيْلِ اِلَيْكَ فِى اللَّيْلِ الْاَلْيَلِ وَالْمَاسِكِ مِنْ اَسْبَابِكَ بِحَبْلِ الشَّرْفِ الْاَطْوَلِ وَالنَّاصِحِ الْحَسَبَ فِىْ ذَرْوَةِ الْكَاهِلِ الْاَعْبَلِ وَالثَّابِتِ الْقَدَمِ عَلٰى زَحَالِيْفِهَا فِى الزَّمَنِ الْاَوَّلِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَخْيَارِ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَبْرَارِ.

درود بھیج اے اللہ! اس راہنما پر جو تاریک رات میں بھی تیری جانب راستہ دکھایا وہ رہبر جو تیری سرکار سے منسلک اور تیرے بلند مرتبہ دامن سے وابستہ ہے وہ اعلیٰ نسب ایسا کہ جس کا حسب ونسب واضح اور مجد و شرف میں ارفع ہے (اس پر درود جو پھسلتی ہوئی ناہموار زمین میں قبل اسلام (دورِ جاہلیت) کے حالات میں بھی ثابت قدم رہا۔ (اے اللہ! درود بھیج) ان کی پاک وطاہر اولاد پر جو (تیرے) چنندہ اور نیک ہیں۔

مشکل الفاظ:

اَلْيَل ، ليل کا صیغہء مبالغہ ہے یعنی گھپا گھپ اندھیرا۔ اسباب ، سبب کی جمع ہے اصل میں رسی کو کہتے ہیں ۔ اطول، طول کا صیغہء مبالغہ ہے یعنی بہت لمبی۔ ناصح یعنی خالص۔ ذروہ یعنی کسی بھی چیز کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں۔ کاهل ،حقیقت میں گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ کو کہتے ہیں اصطلاح عام میں كاهل القوم، قوم میں معتمد شخص کو کہتے۔ زحالیف یعنی پھسلتی ہوئی ناہموار زمین کو کہتے ہیں۔

شرح:

علم وحکمت کا منبع اگر قرآن مجید نہ ہوتو ناقص ہے۔ دعا علم وحکمت ومعرفت کا ایک ایسا سمندر ہے جس کا سرچشمہ قرآن ہی سے ملتا ہے۔قرآن ہمیں دعا کا سلیقہ سکھاتا ہے۔سورہء حمد کو ایک دعائیہ سورہ کی شکل کے زاویہ سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ذرا غور کرنے پر اس بات کا پتہ چل جاتا ہے کہ پہلے اس سورہ میں حمد پروردگار ہے اور پھر مالکیت اور اسکی عدالت کے اقرار کے بعد: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (خداوندا! ہمیں سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھ) بات ظاہراً اختتام کو پہنچ گئی تھی لیکن قرآن نے آگے بڑھکر یہ آواز دی اللہ کے راستے کو بتانے والوں کا تذکرہ لازم وضروری ہے اس لئے اس راستے کو پہچانو! درحقیقت یہ ہے کہ توحید کا راستہ ان عظیم ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کا نام ہے جن پر اللہ کی نعمتیں نازل ہوئیں۔اور پھر ان لوگوں سے دوری کی بھی تمنا ہو جو اللہ کی نعمتوں سے کوسوں دور جن پر اس کا غضب نازل ہوا ہے۔

اسی اسلوب کو ہم اہلبیتؑ کی دعاؤں میں جابجا دیکھتے ہیں۔ اسی طرح اس دعا میں بھی مولاؑ علی نے وہی التزام رکھا ہے: پہلے اللہ کی حمد وثنا پھر باعثِ کائنات فخر موجودات محمد مصطفےٰؐ پر درود اور انکیؐ اور ان کے آلِ پاک کی طہارت وپاکیزگی وبلند فضائل کا تذکرہ۔اس سے انسان میں محسن کے احسان کو نہ بھول جانے کا سبق بھی مضمر ہے۔وہ ذوات گرامی جنہوں نے تن من دھن سے اللہ کے دین کی خدمت کی ہو اور جن کی حیات کا ہر رخ ہدایت کی دعوت دے رہا ہو انہیں بھلانا احسان کشی ہے اور ان کی یاد عینِ عبادت ہے اس لئے کہ انکی یاد سے اللہ کی ذات یاد آتی ہے۔

بہرحال، مولاؑ علی نے اللہ کی حمد ایک نئے طرز بیان اور ایک نئے انداز میں فرمائی پھر حضور اکرمؐ اور انکی پاک اولاد پر درود بھیجا ہے جو سرچشمہء ہدایت ہیں۔ان مختصر سے پانچ جملوں میں حضور اکرم کے فضائل کا تذکرہ فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ زمانہء جاہلیت کے حالات کو واضح فرمادیا۔اس دورِ جاہلیت کو تیرہ و تاریک رات سے تشبیہ دے کر کفار قریش کی پستی کو واضح فرمایا اور پھر لفظِ زحالیف سے یہ بات روشن فرمادی کہ اس ناہموار اور پھسلان میں جہاں زمین پر قدم جمانا بہت ہی مشکل کام تھا مگر حضور اکرمؐ کے قدم اس ناہموار زمین پر ثابت رہے۔ یہاں پر ایک اور درس ہمیں ملتا ہے کہ مومن کو گندے ماحول سے گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ آپؐ کی زندگی سے سبق لیتے ہوئے ثابت قدم رہ کر اپنے کردار اور افعال سے ماحول کی گندگی کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ ساری انسانیت کے لئے راہنمائی کا کام دیتی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم ودائم ہے اسی لئے آپ کو درود کے ساتھ یاد کرنا ہی انسانیت کے لئے باعث شرف ہے مولا علیؑ نے اس مقام پر درود کے ساتھ تذکرہ فرمایا اور پھر حضورؐ پر درود کے اختتام پر آل پاک کا تذکرہ فرما کر حضور اکرمؐ کی اس مشہور ومعروف حدیث پر عمل فرمایا کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ: لا تصل عليَّ صلاة البترة فقيل وما صلاة البتره؟ فقالؐ: لا تقولوا اللهم صل علىٰ محمد بل قولوا: اللهم صل علىٰ محمد و علىٰ آلِ محمد یعنی: مجھ پر دم بریدہ صلوات نہ پڑھو کسی نے پوچھا کہ دم بریدہ سے مراد آپ کی کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا صرف یہ نہ کہو کہ درود ہو محمدؐ پر بلکہ یہ کہو: اے اللہ درود بھیج محمدؐ اور ان کی آلؑ پر۔ آج کا مسلمان اس فرمانِ حضور کو بھی بھلا چکا ہے اس لئے ہم آئے دن سنتے ہیں جب بھی آپ کا تذکرہ آتا ہے صل اللہ علیہ وسلم کہ کر اس حدیث پیغمبر کو بھلا دیا جاتا ہے۔

وَافْتَحِ اللّٰهُمَّ لَنَا مَصَارِيْعَ الصَّبَاحِ بِمَفَاتِيْحِ الرَّحْمَةِ وَالْفَلَاحِ وَالْبِسْنِيْ اللّٰهُمَّ مِنْ اَفْضَلِ خِلَعِ الْهِدَايَةِ وَالصَّلَاحِ وَاغْرِسِ اللّٰهُمَّ بِعَظَمَتِكَ فِيْ شِرْبِ جَنَانِيْ يَنَابِيْعَ الْخُشُوْعِ وَاَجْرِ اللّٰهُمَّ لِهَيْبَتِكَ مِنْ اٰمَاقِيْ زَفَرَاتِ الدُّمُوْعِ

کھول دے اے اللہ! تو اپنی رحمت اور کامیابی کی کنجی سے صبح کے دروازوں کو پہنا دے اے اللہ! مجھے تو ہدایت اور نیکی کا اچھے سے اچھا لباس، جاری کر دے اے اللہ! تیری عظمت کے صدقہ میں میرے دل میں خشوع اور خضوع کے چشموں کو اے اللہ! تیری ہیبت طاری کر دے کہ میرے آنسوؤں کے دریا بہتے رہیں

مشکل الفاظ:

مصاریع جمع مصرع ہے دروازے کے دو پاٹ کو کہتے ہیں جیسے شعراء کرام مصرع شعر کے ایک حصہ کو کہتے ہیں جب تک دو مصرعے نہ ہوں تو شعر نہیں کہلایا جاتا۔ خلع یعنی اچھا لباس۔ اغرس صیغہ امر غرس سے ہے یعنی بہت سا پانی ایک ساتھ نکلنے کو کہتے ہیں اور زمین سے اگنے والے سبزے کو بھی کہتے ہیں۔ جنان دل کو کہتے ہیں۔ ینابیع یعنی چشمے۔ زفرات یعنی دریا۔ دموع یعنی آنسوں۔

شرح:

مومن جب تک اپنے آپ کو اللہ کے حضور میں نہیں پاتا اس وقت تک یہ کیفیت طاری نہیں ہوسکتی کہ وہ اسکے حضور اسکی ہیبت سے لرزے، قدم تھرتھرائیں اور وہ بے

اختیار گریہ وزاری کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اپنی آرزوؤں کو اس کی خدمت میں پیش کرے۔ مشاہدات کی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے سے بڑے ایک آفیسر کے سامنے، یا ملک کے صدر کے سامنے یا یہ کہ کسی خدارسیدہ شخص کے سامنے جاتے ہوئے انسان لرز جاتا ہے۔ پیروں میں رعشہ آجاتا ہے۔ اور بعض اوقات خوشی اور ہیبت سے آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں۔

مولائے کائناتؑ اس مقام پر بندے کو اس قادر مطلق کی بارگاہ میں جانے اور اس کے حضور میں انسان کی کیا حالت ہونا چاہیئے بیان فرمارہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے مقدمہ میں یہ بات عرض کی ہے کہ ایمان یعنی انسان کا دنیائے غیب سے نکل کر شاھد وشھید بننے کا نام ہے۔ مومن ایمان کی قوت سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے جس کو غیر نہیں دیکھ پاتا۔ اگر اس خالق عظیم کی معرفت حاصل ہوگئی ہو تو وہ اپنے آپ کو اس مالک الملک کے سامنے پاتا ہے اس کے قدم میں رعشہ ہوتا ہے اور اس کی ہیبت اور جلالت سے خوف زدہ ہو کر رونے لگتا ہے اس طرح سے کہ وہ اس کی رحمت سے ناامید بھی نہیں ہوتا۔ اسی کیفیت کو خشوع وخضوع کہتے ہیں۔

وَاَدِّبِ اللّٰهُمَّ نَزَقَ الْخُرْقِ
مِنِّی بِاَزِمَّةِ الْقُنُوعِ اِلٰهِی اِنْ لَمْ
تَبْتَدِئْنِی الرَّحْمَةُ مِنْکَ بِحُسْنِ
التَّوْفِیْقِ فَمَنِ السَّالِکُ بِیْ فِی
وَاضِحِ الطَّرِیْقِ وَاِنْ اَسْلَمَتْنِی
اَنَاتُکَ لِقَآئِدِ الْاَمَلِ وَالْمُنٰی
فَمَنِ الْمُقِیْلُ عَثَرَاتِی مِنْ
کَبَوَاتِ الْهَوٰی وَاِنْ خَذَلَنِی
نَصْرُکَ عِنْدَ مُحَارَبَةِ النَّفْسِ
وَالشَّیْطَانِ فَقَدْ وَکَلَنِی
خِذْلَانُکَ اِلٰی حَیْثُ النَّصَبِ
وَالْحِرْمَانِ

(اے اللہ!) میرے غصہ اور نادانی کو قناعت کی مہار سے ٹھیک فرما (تادیب کر) (اے اللہ!) اگر تو نے اپنی شان رحمت سے میری راہنمائی نا کی اور تو اپنی حسن توفیق میرے لئے شامل حال نہ کی تو پھر کون تیرے واضح و روشن راستہ میں تجھ تک میری راہنمائی کریگا۔ (اے اللہ!) اگر تو نے مجھے امیدوں اور خواہشوں کے حوالے کردیا تو کون ہے جو میری ہوا و ہوس کی لغزشوں کو بخشے گا (اے اللہ!) میرے نفس اور شیطان کے جنگ کے موقع پر تیری امداد شامل حال نہ رہی تو (تیری بر وقت امداد کا نہ ہونا) مجھے رنج و ناکامی میں مبتلاء کردیگا۔

مشکل الفاظ:

نزق یعنی غصہ سے عقل کی کمی یا طیش میں آنے کو کہتے ہیں. خرق یعنی جہالت یا بے وقوفی اس کی ضد رفق ہے جس کے معنی مہربانی کے ہیں۔ازمة —

زمة سے ہے یعنی مہار۔ انات یعنی حلم ومنانا۔ امل و منیٰ آرزوں اورخواہشوں کو کہتے ہیں۔مقیل یعنی معاملہ کو فسخ کرنا (ختم کرنا)۔ عثرت یعنی ذلت۔ کبوات یعنی گرنا۔ خذلان یعنی جس کا کوئی مددگار نہ ہو۔ وکل موکول یعنی حوالے ہونا۔ حرمان یعنی محروم ہونا۔

شرح:

نزق اور خرق بہترین تعبیریں پیش کررہی ہیں کہ ایک جنگلی گھوڑا اگر سدھا ہوا نہ ہوتو اس کا سدھانا آسان کام نہیں ہے۔ یعنی بندہ اپنے خالق کے سامنے اس طرح پیش ہو جیسے کہ ایک بپھرا ہوا اور نا سدھا ہوا جانور اور اسطرح بھیک مانگے پروردگارا! مجھے جو کہ ایک جاہل غصہ ور نادان کو جو خواہشات کے سمندر میں غرق ہے تو قناعت کی مہار سے سدھالے ورنہ میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔

انسان اپنے ہی اندر ایک دشمن رکھتا ہے جو اسکے خواہشات ہیں اس داخلی دشمن سے جنگ کرنا آسان کام نہیں ہے اسی لئے پیغمبر اسلامؐ کی ایک مشہور حدیث میں اس داخلی جنگ کو ' جہاد اکبر ' سے یاد فرمایا ہے۔ یہ جنگ تمام حیات لڑی جانے والی جنگ ہے۔ جب کبھی جنگ ہوتی ہے اپنی قوت کے ساتھ ایک قوی دوست اور مددگار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو آپ کے برے وقتوں میں کام آسکے اور جو آپ کی بے کسی کا ساتھ دے سکے۔ ٹھیک اسی طرح نفس انسانی سے جنگ کے لئے قادر مطلق علیم و حلیم و کریم کی جو میرے ساتھ ہمیشہ ہے اور میری ہر کمزوری سے واقف ہے اس کی مدد اور نصرت کی ضرورت ہے اسی لئے بندہ کو مسلسل اپنے رحیم و قادر پروردگار سے ربط رکھنا چاہیئے اگر اس کی مدد شامل حال رہی تو کوئی اسکو تکلیف نہیں پہنچا سکتا

جیسا کہ سورہ آل عمران کی ۱۶۰ آیت میں ارشاد ہو رہا ہے: اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰهُ فَلاَ غَالِبَ لَکُمۡ وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَالَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِنۡ بَعۡدِهٖ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ اگر اللہ تمہارا مددگار ہو تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر اس کی مدد شامل حال نہ ہو تو کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے پس مومنین تو فقط اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اَتَرَانِیۡ مَا آتَیۡتُکَ اِلَّاَ مِنۡ حَیۡثُ الۡاٰمَالِ اَمۡ عَلِقۡتُ بِاَطۡرَافِ حِبَالِکَ اِلَّاَ حِیۡنَ بَاعَدَتۡنِیۡ ذُنُوۡبِیۡ عَنۡ دَارِ الۡوِصَالِ فَبِئۡسَ الۡمَطِیَّةُ الَّتِیۡ امۡتَطَتۡ نَفۡسِیۡ مِنۡ هَوَاهَافَوَاهًا لَهَا لِمَا سَوَّلَتۡ لَهَا ظُنُوۡنُهَا وَ مُنَاهَا وَتَبًّا لَهَا لِجُرۡاَتِهَا عَلٰی سَیِّدِهَا وَمَوۡلٰهَا

(اے اللہ!) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں تیرے پاس آیا ہوں تو صرف میری اپنی خواہشوں کی وجہ سے ہے اور میرا تعلق تجھ سے تیرے فضل و کرم کا تصدق ہے میرے گناہوں نے مجھے تیرے خانہء وصال سے دور کر دیا ہے۔ کیسا برا سوار تھا وہ جس کو میرے نفس نے ہوا و ہوس کی وجہ سے قبول کیا۔ وائے ہو اس نفس پر جس نے وہم و گمان اور حرص و ہوس کے پھندے میں آ کر مات کھائی اور برا ہو اس نفس کا جس نے اپنے آقا اور مولا کی نا فرمانی کرنے میں جرأت سے کام لیا۔

مشکل الفاظ:

علقت یعنی لٹکانا یا تعلق پیدا کرنا۔ حبال حبل سے ہے یعنی رسی۔ باعد۔ بعد سے ہے یعنی دور ہونا۔ مطیئة یعنی سواری۔

شرح:

معرفت یہ نہیں ہے کہ مومن اللہ کے پاس اپنی آرزوں اور خواہشات کی وجہ سے جائے بلکہ معرفت یہ ہے کہ بے غرض اپنے رب کی جانب کھنچتا چلا جائے مولائے کائنات اُس مقام پر انسان کی اس خودغرض معرفت کی طرف متوجہ فرمارہے ہیں پروردگارا! میں جو تیرے پاس آیا ہوں تو اچھی طرح واقف ہے کہ آرزوں اور تمناؤں کو لیکر آیا ہوں حالانکہ مجھے تیری خدمت میں لگے رہنا چاہیئے۔

گناہ حقیقت میں اللہ سے دوری کا نام ہے اور یہ بات بھی غور وخوض کرنے کی دعوت دے رہی ہے: گناہ صرف اس لیئے برا نہیں ہے کہ برائی ہے بلکہ اس لیئے بھی برا ہے کہ گناہوں سے انسان اپنے خالق سے دور اور اس کی رحمت واسعہ سے بعید ہوجاتا ہے۔انسان کو سب سے زیادہ ختم کردینے والی چیز اسکی آرزوئیں اور اسکی تمنائیں ہیں جو اس کو ہوا وہوس کی جانب لے جاتی ہیں اور اگر انسان اسطرح کی سواری پر سوار ہے تو کتنا برا سوار اور کتنی بری سواری ہے۔

انسان اگرکسی مقام پر گناہ کی جرات کرتا ہے تو اس کی اپنی نادانی اور ناواقفیت کی بنا پر ہے اسی لئے یہ دعوت دی جاتی ہے کہ انسان اپنے خالق کی نعمات وفضل وکرم پر غور کیا کرے تو پتہ چل جائے گا کہ اللہ کی کتنی مہربانیاں اسکے شامل حال رہنے کے باوجود وہ ہے کہ جرأت کرتا چلا جارہا ہے ایسے نفس کے خلاف بغاوت ضروری اور اسکی ملامت لازمی ہوجاتی ہے اسی بات کی جانب مولا علیؑ متوجہ فرمارہے ہیں کہ اپنے خالق سے دور نہ ہوجاؤ بلکہ اسکے ہی مطیع وفرمابردار بندے بنے رہو۔

اِلٰهِیْ قَرَعْتُ بَابَ رَحْمَتِکَ بِیَدِ رَجَائِیْ وَهَرَبْتُ اِلَیْکَ لَاجِئًا مِنْ فَرْطِ اَهْوَائِیْ وَعَلَّقْتُ بِاَطْرَافِ حِبَالِکَ اَنَامِلَ وَلَائِیْ

بار الہا میں نے میرے امید کے ہاتھوں تیرے دروازۂ رحمت کو کھٹکٹایا ہے (بارالہا) (اپنے ہی) خواہشات کی یلغار سے گھبرا کر تیری بارگاہ کی پناہ میں بھاگتا ہوا آیا ہوں اور بڑی چاہت کے ہاتھوں سے تیری رسی کو پکڑا ہے۔

مشکل الفاظ:

قرع زور سے دروازے کے کھٹکانے کو کہتے ہیں۔ رجاء یعنی امید۔ انامل جمع انملہ انگلیوں کے اوپری حصہ کو کہتے ہیں۔ حبل یعنی رسی۔ولاء یعنی قربت وچاہت۔

شرح:

ان جملوں میں ایک نفسیاتی پہلو مضمر ہے جب کبھی انسان کسی شیء سے یا کسی شخص سے ڈرتا ہے تو پہلے اپنی پناہ گاہ کا رخ کرتا ہے اور اسکی رفتار میں تیزی، دگی اور بار بار مڑ مڑ کر پیچھے کی جانب دیکھے گا کہیں دشمن اسے آنہ لے اور جب اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے تو دروازہ کو تیزی سے دستک دیتا ہے اور پکار پکار کر یہ کہتا ہے کہ جلدی دروازہ کھولیئے کہیں دشمن مجھے پکڑ نہ لے۔ اس نفسیاتی کیفیت کو مولا علیؑ نے اس خوبصورتی سے ادا فرمایا ہے جس مفہوم کو صرف عربی زبان ہی ادا کرسکتی ہے اردو یا کسی

اور زبان میں یہ مفہوم ادا نہیں کیا جا سکتا ہے: خدایا خواہشات کی یلغار سے گھبرا کر تیری بارگاہ کی پناہ میں بھاگتا ہوا آیا ہوں اور بڑی زور سے دستک دے رہا ہوں مجھے اپنے دامن رحمت میں جگہ دیکر میرے دشمن (خواہشات) سے مجھے بچالے۔

فَاصْفَحِ اللّٰهُمَّ عَمَّا كُنْتُ اَجْرَمْتُهُ مِنْ زَلَلِیْ وَخَطَائِیْ وَ اَقِلْنِیْ مِنْ صَرْعَةِ رِدَائِیْ فَاِنَّکَ سَیِّدِیْ وَمَوْلَائِیْ وَمُعْتَمَدِیْ وَ رَجَائِیْ وَاَنْتَ غَایَةُ مَطْلُوْبِیْ وَ مُنَایَ فِیْ مُنْقَلَبِیْ وَمَثْوَایَ

پس اے اللہ بخش دے میری خطاؤں اور میرے گناہوں کو اور مجھے بچالے ان خطاؤں سے جن کی وجہ سے جامہ میں الجھ کر گرنے کا خوف ہے پس تو ہی میرا سردار! میرا مولا! میرا معتمد اور میری امید ہے اور تو میرا مطلوب ہے میری خواہشات کی انتہا ہے اور تو ہی میرے رکنے اور میرے پلٹنے کی جا ہے

مشکل الفاظ:

زلل یعنی گناہ۔ صرعة ردائی جامہ میں الجھ کر گرنے کو کہتے ہیں۔ منقلب پلٹنے کی جگہ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے: 'وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ' (الشعراء: ۲۲۷) اور بہت جلد جنہوں نے ظلم کیا ہے یہ جان جائیں گے کہ وہ کس جگہ پلٹائے جائیں گے۔

شرح:

گناہوں اور خطاؤں سے بچنے کی تمنا کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں ایک وجہ جو یہاں بارز ہے وہ یہ ہے کہ گناہ انسان کے دامن سے اسطرح الجھتے رہتے ہیں جیسے ایک طویل دامن پیروں میں الجھتا ہے جس سے آگے بڑھنے میں بڑی ہی دشواری کا

سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے چھٹکارا اسی وقت ہوسکتا ہے کہ کوئی پہلے پیروں سے اس الجھنے والے دامن سے نجات دلائے پھر اپنے ید قدرت سے آگے بڑھا دے اس مقام پر بندہ اسطرح سے گویا ہے خدایا! میرے گناہوں کو معاف فرما دے یہ گناہ مجھے آگے بڑھنے ہی نہیں دیتے ہیں ان سے نجات صرف تیری ذات دلا سکتی ہے تو ہی میرا ملجاء و ماویٰ ہے اور میں نے تیرے ہی دربار کا رخ کیا ہے اب تو مجھے اپنے دامن میں لے لے۔

رحمت الٰہی کی وسعت اور اس کے فیض و کرم کے لامتناہی سلسلے کا ادراک انسانی محدود عقل نہیں کرسکتی جس کو اس مقام پر بڑی ہی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے کہ خدایا! میں تیری بارگاہ میں آیا ہوں اس لئے کہ میرا مدعا صرف تو ہی ہے اور مجھے تجھ ہی سے آس ہے کہ تو مجھے اپنے قریب ہونے کا شرف عنایت فرمائے گا۔

اِلٰهِیْ کَیْفَ تَطْرُدُ مِسْکِیْناً اُلْتَجَآءَ اِلَیْکَ مِنَ الذُّنُوْبِ هَارِباً اَمْ کَیْفَ تُخَیِّبُ مُسْتَرْشِداً قَصَدَ اِلٰی جَنابِکَ سَاعِیاً اَمْ کَیْفَ تَرُدُّ ظَمْئَاناً وَرَدَ اِلٰی حِیَاضِکَ شَارِباً کَلَّا وَ حِیَاضُکَ مُتْرَعَةٌ فِیْ ضَنْکِ الْمُحُوْلِ وَبَابُکَ مَفْتُوْحٌ لِلطَّلَبِ وَالْوُغُوْلِ وَاَنْتَ غَایَةُ الْمَسْئُوْلِ وَنِهَایَةُ الْمَأمُوْلِ

بار الٰہا! یہ کیسے ممکن ہے کہ اس مسکین و غریب کو جو گناہوں سے بھاگ کر تیرے پاس آیا ہو تو اسے دھتکار دے (بار الٰہا!) یہ کیسے ممکن ہے کہ تو اس کو جو ہدایت کی تلاش میں تیری بارگاہ کا رخ کیا ہو اسکو نا امید کردے (بار الٰہا!) یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک پیاسے کو جو تیرے دریائے لطف و کرم پر سیراب ہونے کے لئے آیا ہو تو اسے پیاسا ہی لوٹا دے ہرگز نہیں! تیرے چشمۂ فیض و رحمت تو قحط و خشک سالی میں بھی ابلتے رہتے ہیں اور تیرا دروازہ پر جوق در جوق آنے والوں کیلئے کھلا ہوا ہے اور تو ہی ہر سوال کرنے والے کا ملجا و ماویٰ ہے اور تو ہی ہر طالب دعا کی انتہائے تمنا ہے۔

مشکل الفاظ:

تطرد طرد سے یعنی دھتکارنا۔ ظَمْاٰن یعنی پیاسا۔ حیاض حوض سے ہے یعنی چشمہ۔ مترعة یعنی بھرا ہو۔ ضنک المحول یعنی خشک سالی و قحط۔

شرح:

سب سے زیادہ بری حالت انسان کے لئے حالت قنوط یعنی مایوسی کا عالم ہے جو انسان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے بعض اوقات انسان خودکشی کے دہانے تک پہنچ جاتا ہے اسی لئے اسلام میں سب سے بڑا گناہ قنوط و مایوسی ہے قرآن مجید اس مقام پر اس طرح محبت بھرے لہجے میں بھرپور امید دلاتا ہے جس کے بعد کسی کو بھی ناامید نہیں ہونا چاہیئے: قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر:۳۹:۵) کہدو (اے رسولؐ) اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے کہ رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا اللہ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مولائے کائناتؑ اس مقام پر انسان کو اس کی مایوسی سے نجات کا راستہ دکھلا رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ رحمت الٰہی کی وسعت اور فیض و کرم کے لامتناہی سلسلہ کا ادراک انسانی عقل سے بعید ہے اے انسان تو لاچار نہیں ہے تیرا پروردگار اپنی دامن رحمت کو تیرے لئے پھیلائے ہوئے ہے چل اس کی بارگاہ میں چل اور دیکھ اللہ تجھے ہر حالت میں قبول کرلے گا اس کو آواز دے اور دیکھ تیری دعائیں اسکی بارگاہ میں مستجاب ہوں گی۔۔سائل؛ اگر اسطرح اخلاص کے ساتھ اللہ کی بارگاہ تک پہنچے گا تو وہ اسے کبھی بھی ناامید نہیں کرے گا اور پھر مولاؑ ان معرفت سے بھرے جملوں سے عارفوں کو اور سالکوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ مومن و عارف کی ایک ہی تمنا ہوتی ہے وہ ہے لقائے پروردگار اسی لئے فرماتے ہیں تو ہی میری آرزوؤں کی انتہا ہے اور تو ہی میرا ملجاء اور تو ہی میرا ماویٰ ہے۔

اِلٰهِیْ هٰذِهٖ اَزِمَّةُ نَفْسِیْ عَقَلْتُهَا بِعِقَالِ مَشِیَّتِکَ وَهٰذِهٖ اَعْبَاءُ ذُنُوْبِیْ دَرَأْتُهَا بِعَفْوِکَ وَرَحْمَتِکَ وَهٰذِهٖ اَهْوَآئِیَ الْمُضِلَّةُ وَکَلْتُهَا اِلٰی جَنَابِ لُطْفِکَ وَرَأْفَتِکَ

خدایا! میں نے اپنے نفس کی مہار کو تیرے ارادہ و اختیار کی رسی سے گرہ باندھ دی ہے (خدایا!) ان گناہوں کے بوجھ کو میں نے تیرے عفو و رحمت و گذشت کے حوالے کردیا ہے (خدایا!) ان گمراہ کن خواہشاتِ نفسانی کو میں نے تیرے لطف و کرم عفوو درگذشت کے سپرد کردیا ہے

مشکل الفاظ:

ازمة یعنی مہار۔ عقال یعنی رسی۔ اعباء عبا سے ہے یعنی بار (وزن)۔ درا یعنی حوالے کرنا۔ اھواء ھواء کی جمع یعنی نفسانی خواہشات۔ مضلة یعنی گمراہ کن۔

شرح:

خواہشاتِ نفسانی عموماً بے لگام و بے مہار ہوتے ہیں یعنی ان کا کنٹرول کرنا انسان کے لئے ایک مشکل امر ہے مگر یہ کہ انسان اپنے کو ایک لازوال قوت سے منسلک کرلے۔

گناہوں کو بوجھ کی تشبیہ ہے جیسے کہ قرآنی تشبیہ قرآن میں آیا ہے۔۔ ولا تزر

وازرة وزرا اخرىٰ گناہوں کا ایک بوجھ ہے۔ بلکہ ہر عمل کا ایک وزن ہے خواہ وہ عمل نیک ہو کہ بد نیکیوں کے وزن سے انسان میں چستی آتی ہے لیکن گناہوں کا وزن ایسا کہ جس کو اٹھائے اٹھتا نہیں ہے اور کوئی بھی اس وزن کو اپنے تئیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا یہ وہ وزن ہے جسکو خود اس کو اٹھانا ہے جس نے گناہ کیا ہے۔ یہاں پر مولاؑ فرماتے ہیں پروردگارا! یہ بوجھ جس کو کوئی دوسرا اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے اور مجھ میں بھی اسکے اٹھانے کی طاقت نہیں ہے تیری بارگاہ میں جو کہ رحمت ولطف وکرم وگذشت کی بارگاہ ہے اتار رہا ہوں اس امید پر کہ تو مجھے اس بوجھ سے نجات بخشے گا۔

مسیحیوں نے ان افراد کے لئے جو گنہگار ہیں جو حل نکالا ہے وہ کنفشن (confession) کی صورت ہے یعنی ان کی چرچوں میں ایک مقام معین ہے جہاں ان کا پادری بیٹھتا ہے اور انسان جا کر ایک چھوٹی سی کھڑکی کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور وہ ان تمام باتوں کو سن کر یہ کہتا ہے کہ خدا نے یا حضرت مسیح نے تمہارے گناہ بخش دئے ہیں اس پر ذرا سا غور کرنے پر اس بات کا اندازہ با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ہم جیسا انسان جو معلم کی یا پریسٹ کی صورت میں ہے اس کو کس نے اختیار دیا ہے کہ وہ دوسروں کے گناہوں کو بخش دے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے کہ صرف خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کریں جس سے انسان کی عزت بھی محفوظ رہتی ہے اور وہ اپنے اندر احساس کمتری کا شکار بھی نہیں ہوتا ہے۔

ایک مشہور حدیث میں آیا ہے کہ: اعداءِ عدوک نفسک التی بین

جنبیک تمہارا بدترین دشمن تمہارا اپنا نفس ہے۔ جو خواہشات نفسانی پر فتح پا گیا وہ کامیاب ہوگیا۔ اسی حقیقت کی جانب مولاؑ اشارہ فرمارہے ہیں کہ ان خواہشات نفسانی نے گناہوں کی جانب راغب کیا اور گناہ ایک بوجھ کی شکل اختیار کر گئے اب اس بار گناہ کو اگر کوئی اتار سکتا ہے تو وہ قادر مطلق ہے اس مقام پر تعلیم دی جا رہی ہے کہ کس طرح ملتجی ہونا چاہیئے خداوندا! میں ایک گنہگار بندہ ہوں جس نے اپنے گناہوں کے بوجھ کو تیری بارگاہ میں عفو و درگذشت کی امید میں لا کر رکھا ہے خدایا! تو مجھے بخش دے۔

فَاجۡعَلِ اللّٰهُمَّ صَبَاحِیۡ هٰذَا
نَازِلاً عَلَیَّ بِضِیَآءِ الۡهُدٰی وَ
بِالسَّلَامَةِ فِی الدِّیۡنِ وَالدُّنۡیَا
وَمَسَائِیۡ جُنَّةً مِنۡ کَیۡدِ الۡعِدٰی
وَوِقَایَةً مِنۡ مُرۡدِیَاتِ الۡهَوٰی
اِنَّکَ قَادِرٌ عَلٰی مَا تَشَآءُ.

اے اللہ! اس صبح کو میرے لئے ہدایت کا مینار بنادے (اے اللہ! اسے میرے لئے) دین و دنیا کی سلامتی قرار دے (اے اللہ!) میری شام کو میرے دشمنوں کے شر سے بچنے کا ایک سپر بنادے (اے اللہ!) مجھے بچالے میرے ہی نفسانی خواہشات کے برے ارادوں سے یقیناً تو جو چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔

مشکل الفاظ:

جنة یعنی سپر۔ کید یعنی پلاننگ۔ عدو یعنی دشمن۔ وقایة یعنی بچنا۔ مردیات یعنی ارادے۔

شرح:

قبل طلوعِ آفتاب، یہ دعا ہورہی ہے کہ خداوندا! ابھی صبح ہورہی ہے اور ہر صبح ایک نئی صبح ہے اور نیا پیغام لے کر آتی ہے اس مقام پر مولاؑ یہ فرمارہے ہیں کہ اس روشنی کو جو ابھی ہونے جارہی ہے میرے لئے ہدایت کا مینار قرار دے اور کامیابی کسی ایک دنیا کے حصول کی نہیں بلکہ کامیاب وہ ہے جو دنیا اور آخرت کے حصول میں کوشاں رہے کامیابی صرف آخرت کو پالینے میں نہیں ہے اور نہ ہی صرف دنیا میں

اچھی زندگی کا حصول ہے۔ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا اور آخرت کی کامیاب حیات کی جانب دعوت دی ہے حقیقت میں دنیا و آخرت میں کامیابی کا اگر کوئی راستہ ہے تو صرف اور صرف اسلام ہے وہ کامیابی و ترقی دو اصولوں کی جانب توجہ دینے پر ممکن ہے پہلے ضروری وسائل کی موجودگی دوسرے راستہ میں موجود رکاوٹوں کو برطرف کرنا۔ مولاؑ یہاں پر ان دونوں نکات کی جانب قاری کو متوجہ فرمارہے ہیں کہ ہیں کامیابی امداد غیبی کے بغیر ممکن نہیں ہے ان میں مومن کو سامنے آنے والی رکاوٹوں کی جانب متوجہ رہنا چاہیئے ان میں ایک ظاہری رکاوٹ ہے اور ایک باطنی۔ ظاہر میں وہ لوگ ہیں جو حسد و کینہ کی بنا پر دشمنی کر بیٹھتے ہیں اور مسلسل کوشش کرتے ہیں کہ ہم آگے کی جانب نہ بڑھ پائیں اور دوسری رکاوٹ انسان کا نفس اور اس کے خواہشات ہیں جن سے بچنا انسان کے لئے بہت ضروری ہے ورنہ کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی اسی لئے اس مقام پر اللہ کی بارگاہ میں ان دونوں دشمنوں سے بچنے کی دعا کی جارہی ہے تاکہ دنیا میں بھی سرخرو رہیں اور عقبیٰ میں بھی کامیاب۔

تُوتِی الْمُلکَ مَنْ تَشَآءُ
وَ تنزِعُ الْمُلکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ
تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ
بِیَدِکَ الْخَیرِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیرٍ تُولِجُ اللَّیلَ فِی
النَّھَارِ وَتُولِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیلِ وَ
تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ
تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ
تَرْزُقُ مَن تَشَآءُ بِغَیرِ حِسَابٍ.

(اے اللہ!) تو جس کو چاہتا ہے اس کو اقتدار عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے ملک و اقتدار لے لیتا ہے (اے اللہ!) تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اسے ذلیل بنا دیتا ہے اور یہ تیرے دست قدرت میں ہے (اے اللہ!) تو رات کو دن میں بدلتا ہے اور دن کو رات سے تبدیل کر دیتا ہے (اے اللہ!) تو زندہ کو موت کے گھاٹ اتارتا ہے اور مردہ کو زندگی بخشتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی عنایت فرماتا ہے۔

شرح:

نظام شمسی میں کل اختیار اللہ کا ہے تمام اسباب کا سبب وہی ہے انسان کو سعی میں تھکنا نہیں چاہیئے لیکن سعی انسان کے ساتھ اگر اللہ کی عطا نہ ہو تو کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی عزت و ذلت حیات و موت سب کا مالک وہی ہے رزق خواہ مادی ہو کہ معنوی سبھی کچھ اللہ ہی کی عطا ہے اور وہی قادر مطلق ہے یہ جملے قرآن کی آیتوں میں سے ہیں:

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُوتِی الْمُلکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تنزِعُ الْمُلکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیرِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٍ تُولِجُ اللَّیلَ فِی النَّھَارِ وَتُولِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَن تَشَآءُ بِغَیرِ حِسَابٍ. (آل عمران ۲۶۔۲۷:۳)

اے پیغمبر آپ کہیئے کہ اللہ تو صاحب اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شئی پر قادر ہے۔تو رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے (۲۶-۲۷ آلِ عمران)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ مَنْ ذَا يَعْرِفُ قَدْرَكَ فَلَا يَخَافُكَ وَمَنْ ذَا يَعْلَمُ مَا اَنْتَ فَلَا يَهَابُكَ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں پاک ہے تیری ذات بار الہا! تمام تعریفیں تیرے لئے مخصوص ہیں اور تیری حمد و ثنا ہے کون ہے جو تیری معرفت رکھنے کے بعد تجھ سے نہ ڈرے! کون ہے جو تجھے جاننے کے بعد تجھ سے ہراساں نہ ہو۔

مشکل الفاظ:

یخافک خوف سے ہے۔یھابک یعنی ہراساں ہونا

شرح:

پچھلے جملوں میں اللہ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہوا اور فوراً ہی زبان سے کلمہء جلالہ نکلا لا اللہ الا انت تیرے سوا کوئی معبود نہیں اس معرفت و یقین کے بعد کون ہے جو اس کی عظمت و جلالت سے خوف زدہ نہ ہو شرط معرفت و علم کی ہے اگر اسکی معرفت آ گئی تو یقیناً خوف دل میں پیدا ہوگا اسی لئے قرآن آواز دیتا ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ: اللہ سے ڈرنے والے تو بس صاحبان علم و معرفت ہیں (الفاطر:۳۵:۲۸) تاریخ میں ہزاروں واقعات ایسے ملتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معرفت رکھنے والے بارگاہ پروردگار میں کسطرح خشوع و خضوع کے ساتھ زندگی گزار چکے ہیں ان جملوں میں اسی کیفیت کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔

اَلَّفْتَ بِقُدْرَتِكَ الْفِرَقَ وَ فَلَقْتَ بِلُطْفِكَ الْفَلَقَ وَاَنَرْتَ بِكَرَمِكَ دَيَاجِيَ الْغَسَقِ وَاَنْهَرْتَ الْمِيَاهَ مِنَ الصُّمِّ الصَّيَاخِيْدِ عَذْبًا وَاُجَاجًا وَ اَنْزَلْتَ مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا وَجَعَلْتَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِلْبَرِيَّةِ سِرَاجًا وَّهَّاجًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تُمَارِسَ فِيْمَا ابْتَدَاْتَ بِهِ لُغُوْبًا وَلَا عِلَاجًا

(اے اللہ!) تو نے اپنی قدرت سے مختلف گروہوں میں محبت والفت بھر دی اور متحد کر دیا اور تو نے اپنے لطف سے صبح سفیدی کو شگافتہ کیا اور اپنے کرم سے شب تاریکی کو (چاند کے ذریعہ) روشن کر دیا اور تو نے سخت پتھروں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے جو کہ کھاری بھی ہیں اور شیریں بھی اور تو نے ابر کے دامن کو نچوڑ کر پانی برسایا اور تو نے سورج و چاند کو مخلوق کے لئے روشن چراغ بنا دیا اور ان تمام کاموں کو انجام دینے میں سے نہ تو تجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے اور نہ تو تو تھکان محسوس کرتا ہے۔

مشکل الفاظ:

الف یعنی محبت۔ فرق یعنی گروہ۔ فلق یعنی شگافتہ ۔ دیاجی الغسق یعنی اندھیری رات۔ انھرت نہر سے جاری کیا۔صم الصاخید یعنی سخت پتھر۔ عذب یعنی میٹھا پانی۔اجاج یعنی کھاری پانی۔ معصرات اصل میں نچوڑنے کو کہتے ہیں۔ ثجاج یعنی جاری ہونا۔ بریۃ یعنی مخلوق۔ سراج یعنی چراغ۔وھاج یعنی روشن۔تمارس یعنی تکلیف۔

شرح:

اگر کوئی دین انسانوں کے گروہوں کو قبیلوں کو متحد کر سکتا ہے تو وہ دین اسلام ہے تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کی وجہ سے رنگ و نسل، قوم و قبیلہ کا امتیاز مٹ گیا جب ہم عرب کی تاریخ کو پڑھتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عرب اتنے بٹے ہوئے تھے کہ جس کا تصور ہی انسان کے رونگھٹے کھڑے کر دیتا ہے لیکن اسلام نے ان تمام قبیلوں کے دلوں سے نفرت نکال کر محبت بھر دی جیسا کہ قرآن گویا ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَاناً وَّ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذَالِكَ يُبَيِّنُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اور اللہ کی رسی کو مظبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمھارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اس طرح اپنی آیتوں کو بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ (آل عمران:۱۰۳:۳)

اللہ کی ذات وہ ہے جس کی قدرت کا اندازہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے اسی کی قدرت کے کرشمے ہیں جو کروڑوں کہکشاں کی صورت میں جلوہ گر ہیں جن کو انسان کی محدود عقل گن بھی نہیں سکتی تو اس کی معرفت کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے اس کائنات کا منتظم حقیقی اللہ ہے جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے مردہ کو زندہ اور زندہ کو مارتا ہے دریا اسکے حکم سے چلتے ہیں سورج و چاند کی قندیلیں اسکے نور سے روشن ہیں

اس نظام کائنات کے چلانے میں اس کو کوئی تھکان نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن مجید آواز دے رہا ہے: لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ،اسکو تو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ (البقرہ:۲۵۴)

مولائے کائناتؑ کے کسی بھی کلام کو پڑھئے خواہ وہ کلام دعاء کی شکل میں ہو یا خطبہ کی آپ قرآن مجید کی آیات کو اپنے کلام میں اس طرح جڑ دیتے ہیں جیسے ایک ماہر جوہری خوبصورت زیور کے درمیان قیمتی نگینوں کو جڑ دیتا ہے جس سے اس زیور میں چار چاند لگ جاتے ہیں اس دعا میں بھی کئی مقامات پر کلام پروردگار جا بجا نظر آتا ہے مثلا یہ جملہ کہ: وَاَنْزَلْتُ مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجاً یعنی اور تو نے بادلوں سے نچوڑ کر پانی کو برسایا یہاں پر قرآن مجید کی آیت کو ملاحظہ فرمائیں: وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجاً، اور ہم نے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا (النباء:۱۴:۷۸)

فَيَا مَنْ تَوَحَّدَ بِالْعِزِّ وَالْبَقَآءِ
وَقَهَرَ عِبَادَهُ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَآءِ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الْاَتْقِيَآءِ
وَاسْمَعْ نِدَائِيْ وَاسْتَجِبْ
دُعَائِيْ وَحَقِّقْ بِفَضْلِكَ عَمَلِيْ
وَرِجَائِيْ

پس اے وہ جو عزت وغلبہ اور بقاء ودوام میں یکتا ہے اور موت وفناء کے ذریعہ اپنے بندوں پر غالب ہے درود بھیج محمدؐ اور ان کی نیکوکار اولادؑ پر اور (اے اللہ) میری فریاد کو سن لے، میری دعا کو مستجاب کر، اور اپنے فضل سے میری آرزوؤں اور امیدوں کو پورا کر

شرح:

دعا میں تعلیم وتعلم کا پہلو اہلبیتؑ کے گھرانے کا طرّہ امتیاز ہے جب بھی قاری ان دعاؤں کو سمجھ کر پڑھنے لگتا ہے اس کی معرفت میں اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے بندہ کو اپنی معرفت ہونی چاہیئے کہ وہ فانی ہے اور ایک نہ ایک دن موت وفنا کی گود میں جائے گا اور جہاں اس بات کا علم ہو وہیں پر یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ایک ہے جو موت وفنا سے بری ہے قائم ودائم ہے-ازلی وابدی ہے اور اگر کسی بندہ میں یہ ذوق وشوق ہو کہ وہ باقی رہے تو ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنے وجود کے قطرہ کو توحید کے لافانی سمندر میں ڈال دے تو پھر اسکو کوئی ختم نہیں کرسکتا جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ: **عبدی اطعنی حتیٰ اجعلک مثلی انا حی لا اموت و انت تحی لا تموت**: اے میرے بندے میری ایسی عبادت کر کہ تجھ کو میں مجھ جیسا بنادوں دیکھو میں حی یعنی زندہ قائم ودائم ولافانی ہوں تو تو بھی لافانی ہوجائے گا اور ایک مشہور حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: **خلقتم للبقاء لا للفناء انما تنقلبون من دار الیٰ دار**، تم باقی

رہنے کے لیئے خلق کیئے گئے ہو فنا ہونے کے لئے نہیں بس اتنا ہے کہ تم ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب منتقل ہوتے رہو گے۔

پس اس اقرار کے بعد کہ تو یکتا ہے عزت وغلبہ تیرے لئے ہی ہے- خدایا! تو میری آرزوؤں اور تمناؤں کو پورا کردے ہاں! یہ یاد رہے کہ مومن کی فقط ایک ہی تمنا ہے وہ لقائے پروردگار ہے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُعِيَ لِكَشْفِ
الضُّرِّ وَالْمَأْمُوْلِ لِكُلِّ عُسْرٍ وَ
يُسْرٍ بِكَ اَنْزَلْتُ حَاجَتِيْ فَلَا
تَرُدَّنِيْ مِنْ سَنِيِّ مَوَاهِبِكَ
خَآئِباً يَا كَرِيْمُ يَا كَرِيْمُ يَا كَرِيْمُ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اے ان سب سے بہتر کہ جن سے بلاؤں و مشکلات اور آرزوؤں سے دوری کے لئے پکارا جائے میں نے تیری بارگاہ میں ہر آسانی اور دشواری میں اپنی حاجت پیش کی ہے پس اے میرے مالک تیری عطاء و بخشش سے مجھے نامراد اور ناکام نہ پلٹا اے کریم اے کریم تجھے اپنی رحمت کا واسطہ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے درود ہو بہترین مخلوق حضرت محمدؐ اور ان کی تمام آل پر

مشکل الفاظ:

مواہب موهبة کی جمع ہے یعنی بخشش وعطا۔ خائبا یعنی محروم و نامراد۔
سنی یعنی سہل وآسان۔

شرح:

عموما جو آیت مشکلات میں یا کہ کوئی بیمار ہو تو تلاوت کی جاتی ہے وہ سورہ النمل:۶۲ - اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ ۔ بھلا وہ کون ہے جو مضطر و پریشان حال کی فریاد کو سنے اور اس کی پریشانیوں کو دور کرے۔ یعنی

سوائے ذات اقدس الٰہی کے کوئی اس مشکل کو حل نہیں کرسکتا یہ بندہ کے قلب کی گہرائیوں سے نکلنے والی دعاء ہے اسی جانب مولاؑ علی اشارہ فرمارہے ہیں کہ دعا کے موقع پر کس صفت پروردگار سے اسکی ذات کو آواز دینا چاہئے یہ ایک بامعرفت عارف اور ایک باذوق مومن ہی کا کام ہے۔

قرآن مجید نے اس بات کی بھی تربیت کی ہے کہ دعا کے موقع پر کن اسماء حسنیٰ کو استعمال کرنا چاہیئے مثلاً حضرت زکریاؑ نے اولاد کی تمنا کے ساتھ ہی اسطرح اللہ کے نام کو استعمال کیا: وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ: اور زکریا کو یاد کرو کہ جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں میں بہتر وارث ہے (الانبیاء:۸۹) یہاں پر حضرت زکریاؑ نے اولاد کی تمنا کے ساتھ ہی اللہ کو بہترین وارث کہ کر آواز دی۔

اس دعا کے آخری حصہ میں مولاؑ نے تین مرتبہ یا کریم کہ کر آواز دی ہے جو اسکی عنایتوں اور توجہات کے لئے سازگار ہے اور آخر میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود کا اضافہ کر کے ذہن قاری کو وسیلہ کی اہمیت کی جانب توجہ دلائی اور یہ وہ ذوات گرامی قدر ہیں جن کے تذکرہ سے دریائے رحمت الٰہی کو جوش آتا ہے اور عطا میں تعجیل بھی ہوتی ہے کئی احادیث میں اس جانب توجہ دلائی گئی ہے کہ دعاء کے موقع پر ضرور حضور اکرمؐ اور ان کی آل پاک پر درود پڑھ لیا کریں۔

پھر سجدہ میں جائیں اور یہ کہیں

اِلٰھِی قَلْبِی مَحْجُوبٌ وَنَفْسِی مَعْیُوبٌ وَ عَقْلِی مَغْلُوبٌ وَ هَوَائِی غَالِبٌ وَ طَاعَتِی قَلِیْلٌ وَ مَعْصِیَتِی کَثِیْرٌ وَلِسَانِی مُقِرٌّ بِالذُّنُوبِ فَکَیْفَ حِیْلَتِی یَا سَتَّارَالْعُیُوبِ وَیَا عَلَّامَ الْغُیُوبِ وَیَاکَاشِفَ الْکُرُوبِ اِغْفِرْ ذُنُوبِی کُلَّهَا بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ یَاغَفَّارُ یَاغَفَّارُ یَاغَفَّارُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

بارالٰہا! میرا دل تنگ ہے اور میرا نفس عیب دار میری عقل مغلوب ہے جس پر میری خواہشات کا غلبہ ہے اور میری عبادت بہت کم اور میرے گناہ بہت زیادہ ہیں میری زبان میرے گناہوں کی ترجمانی کر رہی ہے پس نجات کی کیا صورت ہے؟ اے عیبوں پر پردہ ڈالنے والے اور اے ہر غیب کو جاننے والے میرے تمام گناہوں کو بتصدق محمدؐ اور آلِ محمدؐ بخش دے اے کریم اے کریم اے کریم اے بخشنے والے اے معاف فرمانے والے اے درگذر کرنے والے تیری رحمت کا واسطہ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

مشکل الفاظ:

محجوب حجاب سے ہے جس کے معنی پردہ ہے

شرح:

سجدہ سے متعلق روایت میں آیا ہے کہ اگر مومن کو اس بات کا علم ہو جائے کہ سجدہ کا ثواب کیا ہے تو وہ کبھی سر کو سجدہ سے نہیں اٹھائے گا اسی لئے معصومینؑ کی حیات طیبہ میں سیرت نگاروں نے طویل سجدے لکھے ہیں ان میں سے ایک نے تو اپنے سجدوں کو معراج تک پہنچا دیا آخر میں ان کا لقب ہی سیدالساجدینؑ ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ مولاؑ سجدہ میں جاتے ہیں اور انسان کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ ریز ہو کر کسطرح آواز دینا چاہیے سلیقہ سکھاتے ہیں الٰہی قلبی محجوب خدایا میرا دل تنگ ہے حقیقت یہ ہے کہ محجوب حجاب سے ہے جس کے معنی پردہ کے ہیں اور ترجمہ یہ ہونا چاہیئے کہ خداوندا میرا دل پردوں میں ہے ذرا غور فرمائیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اپنا وجود کتنے پردوں میں ہے سب سے زیادہ دبیز پردہ اپنی جہالت کا ہے جب تک جہالت دور نہ ہو اس وقت تک انسان گمراہ ہے اس کی عبادت میں وہ کیفیت نہیں ہوتی جو ایک عالم کی عبادت میں ہوتی ہے جیسا کہ ایک مشہور حدیث میں حضور اکرمؐ نے فرمایا: دو طرح کے لوگوں نے میری کمر کو توڑ ڈالا ہے ایک ایسا عالم جو خود عامل نہیں ہے اور دوسرے وہ جاہل جو عامل ہے آج مسلم معاشرہ میں اگر کسی چیز کی کمی ہے تو وہ علم ہے اور یہ جہالت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج کے مسلم معاشرہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے اور آج ۵۹ مسلم ممالک ہونے کے باوجود ذلت کی زندگی گذار رہے ہیں اسطرح اور دوسرے پردے ہیں جو انسان کو انسان بنانے سے روکتے ہیں عصبیت کا پردہ، قومیت کا پردہ، خود پسندی کا پردہ، خود بینی کا پردہ وغیرہ اور ان سب میں زیادہ موٹا پردہ گناہوں کا پردہ ہے جس کی بنا پر انسان اپنے پروردگار کی لقاء سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ وہ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتا اسی لئے عارفان راہ

حق ہمیشہ جلوہ الٰہی کے دیدار کے مشتاق رہے انہوں نے اپنے سامنے تمام حجابات کو اسطرح ہٹادیا کہ وہ صرف ایک ہی جلوہ دیکھتے رہے اوران کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر لحہ کو بارگاہ پروردگار کی خدمت میں لگادیتے ہیں۔

اللہ نے انسان کوایک پاک وصاف وجود بخشا تھا لیکن اس نے اس بے داغ وجود پر کئی طرح کے داغ ڈال لئے اب اس کا نفس داغ دار ہوگیا نفس معیوب ہوگیا سالم نہیں رہا یہاں پر مولاؑ نے اسی جانب اشارہ فرمایا ہے: بارالہا! میرا دل تنگ ہے اور میرانفس عیب دار میری عقل مغلوب ہے جس پر میری خواہشات کا غلبہ ہےاور میری عبادت بہت کم اور میرے گناہ بہت زیادہ ہیں میری زبان میرے گناہوں کی ترجمانی کررہی ہے پس نجات کی کیا صورت ہے؟ اے عیبوں پر پردہ ڈالنے والے اوراے ہر غیب کو جاننے والے- اس اقرار کے ساتھ ہی ممکن ہے کہ انسان اپنی خوہشات کی پیروی سے بچنے کی کوشش میں لگارہے آخر میں گناہوں کی توبہ کو وسیلۂ محمدؐ وآلِ محمدؐ عطا کرکے گویا دعا کی مشین میں ٹربو (Turbo) لگادی گئی ہے میرے تمام گناہوں کو بتصدق محمدؐ اور آلِ محمدؐ بخش دے اے کریم اے کریم اے بخشنے والے اے معاف فرمانے والے اے درگذر کرنے والے تیری رحمت کا واسطہ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ خدایا! ان دعاؤں کو سمجھنے اوران پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرما آمین یارب العالمین۔

احقر العباد

سید محمد زکی الباقری

شہر مقدس قم ۷ شوال ۱۴۲۲ھ